عظمتِ قرآن

اور اس کی تلاوت کے فوائد و ثمرات

فہرستِ مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی، اما بعد!

یہاں آپ حضرات کی مسجد میں مدرسہ حفظ قرآن شروع ہوا ہے، اس کے سلسلہ میں حاضری ہوئی ہے، اس لئے دو چار باتیں اسی کے بارے میں عرض کرتا ہوں۔ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، اور جیسی کلام والے کی عظمت ہوتی ہے ویسی ہی کلام کی عظمت ہوتی ہے۔ ایک چھوٹا آدمی بات کرتا ہے تو اس کی قدر وقیمت اس شخص کی حیثیت کے مطابق ہوتی ہے، وہی بات اگر کوئی بڑا آدمی کہتا ہے تو اس کی عظمت اور ہوتی ہے۔ حق تعالیٰ شانہ سب سے زیادہ عظمت والے ہیں تو ان کے کلام کی بھی عظمت سب سے زیادہ ہے۔ اس لئے قرآن کریم کی جتنی عظمت ہے اتنی اور کسی کلام کی نہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

"لوانزلنا ھذا القرآن علی جبل لرایتہ خاشعا متصدعا من خشیۃ اللہ" (الحشر:۲۱)

ترجمہ: "اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو

(اے مخاطب) اس کو دیکھتا کہ وہ خدا کے خوف سے دب جاتا
اور پھٹ جاتا"۔

پہاڑ بھی اس کلام پاک کی عظمت کو برداشت نہ کر سکتا، یہ تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسی دولت اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل عطا فرمادی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک قلب پر قرآن کریم نازل ہوا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ادا ہوا، اور پھر لوگوں کے کان کے ذریعہ سے ان کے دلوں تک پہنچا۔ اتنے واسطے بیچ میں آئے۔ پہلا جبرائیل علیہ السلام کا واسطہ، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک کا واسطہ، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک کا واسطہ، پھر انسانوں کے کانوں کا واسطہ۔ تو اتنے واسطوں سے چھن چھن کر قرآن کریم ہم تک پہنچا اس لئے ہمیں اس کا تحمل ہوسکا۔ براہ راست اگر یہ کسی پر نازل ہوجاتا تو وہ اس کا تحمل نہیں کر سکتا تھا، اس کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتا۔ یہ تو اس کلام پاک کی عظمت ہے۔ اور جتنی عظمت ہے اتنی ہی اس کی فضیلت بھی ہے۔ دنیا کی کوئی کتاب پڑھو اگر اچھی بات ہے تو اس کو پڑھنے کا ثواب ہوگا اور نیکی ملے گی، ہدایت ملے گی۔ لیکن دنیا میں کوئی ایسی کتاب نہیں ہے۔ جس کے ایک حرف کو پڑھنے پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔ یقیناً ایسی کوئی کتاب نہیں۔

قرآن کے ایک حرف پر دس نیکیاں

یہ کلام پاک ایسا ہے کہ اس کے ایک ایک حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔ بطور لطیفہ عرض کرتا ہوں کہ شیطان کا نام اچھا ہے کہ برا؟ برے کا نام برا ہوتا ہے، لیکن قرآن کریم میں بھی شیطان کا نام آتا ہے۔ ش ی ط ا ن، شیطان کا نام

ملنے پر پچاس نیکیاں ملتی ہیں۔ تو جب قرآن کریم میں یہ نام آتا ہے تو اس کے ادا کرنے پر پچاس نیکیاں ہیں۔ "فرعون" کے نام کے پانچ حرف ہیں۔ ف ر ع و ن۔ قرآن کریم میں یہ نام آتا ہے تو اس کے ادا کرنے سے پچاس نیکیاں ہیں۔ فرعون اپنی جگہ بدبخت ہے، شیطان اپنی جگہ بدبخت ہے، مگر جب اس پاک کلام میں نام آگیا تو اس کو پڑھتے ہوئے جب کوئی فرعون کا لفظ بولے گا تو اس کو پچاس نیکیاں ملیں گی۔ تو میں نے کہا کہ کتنی بڑی اس کی عظمت ہے؟ کتنی بڑی اس کی قیمت ہے؟

قرآن کریم سے محبت

اور پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے اپنے بندوں کے دلوں میں اس کی محبت ڈال دی۔ قرآن کریم سے مسلمانوں کو جتنی محبت ہے ایسی کسی اور کتاب سے نہیں اور نہ ایسی کسی قوم کو اپنی کتاب سے ہے۔ گھروں میں قرآن کریم ہوتے ہیں، اچھے سے اچھے غلاف میں ان کو لپیٹ کر رکھتے ہیں، ادب کی جگہ رکھتے ہیں، اونچی جگہ رکھتے ہیں، ان کی طرف پیٹھ نہیں کرتے۔ ہمارے ایک عزیز ہیں، بزرگ ہیں، وہ حافظ قرآن کی طرف پیٹھ نہیں کرتے کہ اس کے سینے میں قرآن ہے، مسلمانوں کو قرآن کریم سے ایسی محبت ہے کہ اس کی کوئی مثال نہیں اور یہ محبت اللہ تعالیٰ نے ڈالی ہے، پھر اس محبت کے بھی درجات مختلف ہے۔ جتنا اللہ تعالیٰ کی ذات عالی سے کسی کو تعلق ہو گا اتنا ہی اس کے کلام سے تعلق ہو گا، جتنا ایمان قوی ہو گا، جتنا یقین قوی ہو گا اتنی ہی حق تعالیٰ شانہ سے محبت زیادہ ہو گی، اور اتنا ہی کلام پاک سے تعلق ہو گا، کلام پاک سے محبت ہو گی۔ چنانچہ ہر مسلمان تھوڑا بہت قرآن تو پڑھ ہی لیتا ہے اور نہ ہو تو قل ھو اللہ ہی سہی۔

سورۃ الفاتحہ اور قل ھو اللہ شریف تو ہر مسلمان کو یاد ہوتی ہے۔ بھئی! ایک مسئلہ یاد رکھو، وہ یہ کہ چار سنتیں ہم پڑھتے ہیں تو ان چار سنتوں میں الگ الگ سورۃ پڑھنی چاہئے اس لئے کہ کم سے کم چھوٹی چار سورتیں تو یاد ہوں۔ ہمارے مسلمان بھائی بڑی کوتاہی کرتے ہیں۔ صرف قل ھو اللہ یاد رہتی ہے وہ بھی صحیح یاد نہیں ہوتی۔ اس کی بھی تصحیح نہیں کرتے۔ اوّل تو مسلمان کو آخری پاؤ یاد ہونا چاہئے جس میں چھوٹی سورتیں ہیں۔ اتنا تو ہر مسلمان کو یاد ہونا چاہئے اور اتنا نہ ہو تو چلو دس سورتیں یاد ہوں۔ الم ترکیف سے والناس تک۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"ان الذی لیس فی جو فہ شئی من القرآن کالبیت الخرب" (مشکوٰۃ: ۱۸۶۔ بحوالہ ترمذی ودارمی)

ترجمہ: "وہ شخص جس کے دل میں قرآن کریم کا کچھ حصہ نہ ہو وہ ایسا ہے جیسے ویران گھر"۔

گویا جس طرح مکان بغیر مکین کے بے آباد ہے اسی طرح آدمی کا دل بغیر قرآن کے ویران ہے۔ مشہور ہے کہ جس گھر میں کوئی نہ رہتا ہو بند پڑا ہوا ہو، وہاں جن بھوت رہنے لگتے ہیں۔ تو جس مؤمن کے دل میں قرآن کریم نہ ہو تو اس میں جن بھوت رہیں گے، وہاں پھر شیاطین کا ڈیرہ ہوگا۔ تو میں نے کہا کہ کچھ نہ کچھ حصہ تو ہر مسلمان کو یاد ہوتا ہے اور ہونا چاہئے۔

تلاوت قرآن کی مقدار

قرآن کریم کی تلاوت کے معاملے میں بھی لوگوں کے درجات مختلف ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بہت سے بندے ایسے ہوئے ہیں (بے شمار) جن کا معمول دس

پارے روزانہ قرآن کریم کی تلاوت تھا، تین دن میں ان کا قرآن کریم ختم ہوتا تھا۔ اور اس سے زیادہ تعداد ان حضرات کی جو فمی بشوق پڑھتے تھے۔ قرآن کریم کی سات منزلیں ہوتی ہیں، آپ نے دیکھی ہوں گی۔ پہلی منزل سورۃ الفاتحہ سے، دوسری منزل سورۃ المائدہ سے، تیسری منزل سورۃ یونس سے، چوتھی منزل بنی اسرائیل سے، اور پانچویں منزل شعرآء سے، چھٹی منزل والصافات سے، اور ساتویں منزل سورۃ ق سے۔ ان ساتوں کا مجموعہ ہوگیا فمی بشوق۔ تو بہت سے اللہ کے بندے ایسے ہوتے تھے جو فمی بشوق کے ساتھ تلاوت کرتے تھے، یعنی روز کی ایک منزل، سات یوم میں ایک قرآن ختم۔ جمعہ کو شروع کیا تو جمعرات کو ختم، ہفتہ کو شروع کیا تو جمعہ کو ختم۔ اور اس سے نیچے یہ کہ دس دن میں قرآن کریم ختم ہو کہ تین پارے روزانہ پڑھیں، یہ حافظوں کی منزل ہے، عام کمزور حافظوں کی، ساتویں دن قرآن ختم نہ ہو تو دس دن میں تو ہو کہ ایک مہینے کے تین قرآن ہوجائیں۔ اور اس سے کم درجہ یہ ہے کہ ایک پارہ روزانہ پڑھیں، یہ عام مسلمانوں کے لئے ہے کہ روزانہ کا ایک پارہ قرآن کریم کا معمول ہو۔ جس طرح کھانا کھانا روزانہ کا معمول ہے، اسی طرح روزانہ ایک پارہ قرآن کریم کی تلاوت بھی معمول ہونا چاہئے۔ ایک مہینے کے بعد قرآن کریم ختم۔ اس طرح اکابر فرماتے تھے کہ چاند کی جو تاریخ ہو وہی تمہارے پارے کی تلاوت ہو، کہ تم سے کوئی پوچھے کہ آج تم نے کون سا پارہ پڑھا ہے تو تم کہو کہ میں نے ۲۲ واں پارہ پڑھا ہے آج ۲۲ تاریخ ہے، اگر ۲۹ کا چاند ہوگیا تو مہینے کے ختم پر آخری دن ایک پارہ اور پڑھ لو۔ پہلی تاریخ کو پہلا پارہ شروع کرو، اس سے کم درجہ نہیں ہونا چاہئے۔ لیکن کچھ لوگ وہ بھی ہیں جن کا اس سے بھی کم درجہ ہے کہ کبھی پڑھ لیا اور کبھی نہیں پڑھا، کبھی آدھا پاؤ، کبھی ایک پاؤ، کبھی

ایک رکوع۔ البتہ رمضان المبارک میں کچھ لوگ زیادہ پڑھ لیتے ہیں۔ لیکن بعض ایسے نیک بخت ہیں کہ رمضان المبارک میں بھی قرآن کریم ختم نہیں کرتے۔ تھوڑا بہت پڑھ لیتے ہیں۔ تو میں نے کہا کہ قرآن کریم کے ساتھ سب مسلمانوں کو محبت تو ہے، کوئی مسلمان ایسا نہیں کہ جس کے دل میں قرآن کریم کی عظمت نہ ہو، کوئی مسلمان ایسا نہیں جس کے دل میں قرآن کریم کی محبت نہ ہو، قرآن کریم سے تعلق نہ ہو۔ کوئی مسلمان ایسا نہیں جس کو کچھ تھوڑا بہت بھی یاد نہیں۔ لیکن پھر محبت کی مختلف منزلیں ہیں۔ ہمارے امام ابوحنیفہؒ رمضان المبارک میں ۶۱ قرآن پڑھتے تھے۔ ایک قرآن دن کا ایک رات کا اور ایک تراویح کا، اور یہی معمول امام شافعیؒ سے نقل کیا گیا ہے۔ اور یہی معمول امام بخاریؒ سے منقول ہے، سالہا سال تک یہی معمول ہمارے شیخ نور اللہ مرقدہ کا تھا، لیکن ۶۱ کا نہیں بلکہ تیس قرآن کا، ایک قرآن روزانہ۔ اور یہ معمول تو بہت سے اکابر کا رہا ہے کہ رمضان میں روزانہ کا ایک قرآن۔ میرے بھائی! قیامت کے دن تمہارے درجے اسی سے متعیّن ہوں گے۔ جن کے اندر جو محبت چھپی ہوئی ہے۔ سو چھپی ہوئی ہے، اس کا تو کسی کو پتہ چلتا نہیں۔ لیکن کتنی طاقتور محبت ہے۔ کتنے درجہ کی محبت ہے، بھائی اس کا اندازہ تو ان کے اعمال سے ہوگا۔ یوں کسی کو تعلق نہ ہو اور کہے کہ مجھے بہت محبت ہے۔ اب محبت کا کوئی پتہ نشان نہیں ہوتا، وہ تو دل میں چھپی ہوتی ہے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اس محبت کا مظاہرہ کیسے ہوتا ہے۔

بچوں کی تعلیم قرآن کی ضرورت و اہمیت

اور اسی محبت کا ایک پہلو یہ ہے کہ کیا تم اپنے بچوں کو قرآن کریم پڑھاتے

ہو؟ ماں باپ جاہل سے جاہل بھی ہوں، ان پڑھ ہوں، ان کی کم سے کم یہ خواہش ضرور ہوتی ہے کہ ہمارا بیٹا اتنا پڑھ لکھ جائے کہ ڈپٹی کمشنر بن جائے۔ تعلیم دلانے میں ہر ماں باپ کی خواہش ہوتی ہے کہ ان کے بچے پڑھ لکھ جائیں، اس لئے پڑھنے والوں کی تعداد کافی بڑھ رہی ہے۔ لیکن قرآن پڑھنے والوں کی تعداد اسکولوں اور کالجوں میں پڑھنے والوں کے مقابلہ میں کتنی ہے؟ یا دوسرے لفظوں میں یہ کہہ لو کہ ماں باپ اپنے بچوں کو دوسری تعلیم کے بجائے قرآن کریم کتنا پڑھاتے ہیں؟ اس میں لوگوں کے کئی درجات ہیں۔ بعض لوگ ایسے ہیں کہ جو بچوں کو باقاعدہ قاری صاحب سے صحیح قرآن کریم پڑھواتے ہیں، بعض وہ ہیں جن کے بچوں کو گھر میں عورتیں تھوڑا بہت پڑھا دیتی ہیں، اور بس۔ اور یہ جو بڑے اونچے خاندان کے لوگ ہیں ان میں یہ سمجھا جاتا ہے کہ قرآن کریم پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اپنے آپ ہی آجاتا ہے۔ یہ تمہارے یہاں اس وقت جتنے بڑے بڑے جج ہیں، بڑے بڑے وکلاء ہیں اللہ مجھے بدگمانی سے بچائے ان میں سے شاید ایک بھی صحیح قرآن نہیں پڑھ سکتا ہوگا، نہ پڑھتا ہوگا۔ مشکل ہے کہ جج صاحب کا روزانہ کا معمول قرآن کریم کی تلاوت ہو، جج صاحب نے صحیح قرآن پڑھا ہو، مشکل ہے، ہاں! کوئی غریب خاندان کا لڑکا ہو، اس کے والدین نے اس کو پڑھا دیا تو وہ دوسری بات ہے، وہ بھی بڑا آدمی بن سکتا ہے۔ لیکن یہ جو لوگ اونچے اونچے گھرانوں والے یا یہ بڑی بڑی کوٹھیوں والے۔ الّاماشاء اللہ۔ اس طرف سے غافل ہیں۔ البتہ اب کچھ رواج دیکھا کراچی میں کہ اِدھر اُدھر سے کسی موذن وغیرہ کو ٹیوشن پر رکھ لیتے ہیں کہ وہ بچوں کو ایک گھنٹہ آدھ گھنٹہ روزانہ پڑھایا کرے۔ ان کے بچے جاکر مسجد کی پرانی چٹائیوں پر بیٹھیں، یہ ان کے لئے عار کی بات ہے، عزت کی بات نہیں۔ اس لئے بچوں کو

مسجد بھیجنا گوارا نہیں کرتے۔ امراء کی نسبت جو نیچے طبقے کے لوگ ہیں ان کو قرآن کریم سے زیادہ تعلق ہے، لیکن اتنا تعلق پھر بھی نہیں جتنا ہونا چاہئے۔ یہ بچوں کو بس اتنا کردیتے ہیں کہ مسجد میں بٹھادیا تھوڑا بہت انہوں نے پڑھ لیا باقی اسکول کی تعلیم، اور اگر کہا جائے کہ قرآن کریم کے حفظ کے لئے اپنے بچوں کو فارغ کردو تو ان کا خیال یہ ہوتا ہے کہ اتنے سال بچے کے ضائع ہوجائیں گے۔ حالانکہ ضائع ہوتے نہیں، اگر قاری صاحب ٹھیک پڑھانے والے ہوں تو ذہین بچہ ۲، ۳ سال میں قرآن یاد کرلیتا ہے اور میرے جیسا کوئی کمزور ہو تو وہ ۵، ۶ سال لے ڈوبتا ہے۔ اور ادھر تم جو پرائمری تک پڑھاتے ہو اس میں بھی اتنا ہی وقت لگتا ہے۔ قرآن کریم جس بچے نے حفظ کرلیا اس کو لے جاکر چھٹی جماعت میں داخل کردو، بڑی آسانی کے ساتھ چلے گا۔ وقت تو ضائع نہ ہوا۔ کیوں بھئی! چھٹی جماعت تک پہنچنے کے لئے پانچ جماعتوں میں پانچ سال تو اس کو لگیں گے نا۔ اب ۵ سال کے لئے تم نے بچے کو قاری صاحب کے حوالے کردیا اور بچے نے قرآن کریم حفظ کرلیا تو چھٹی میں اس کو داخل کرادو اس کا کیا ضائع ہوا؟ اور اگر اس سے آدھے سال کا فرق پڑ بھی جائے تو قرآن کریم جس بچے نے حفظ کیا ہوگا وہ ایسا چلے گا کہ دوسرے بچے اس کا مقابلہ نہیں کرسکیں گے۔ پھر بھی خسارہ نہ ہوا۔ لیکن بہت سے نیک بخت ایسے ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ بچے نے اگر قرآن کریم پڑھ لیا تو اس کے اتنے سال ضائع ہوگئے۔

تلاوت قرآن کا ثواب

اور بہت سے لوگوں نے دل میں یہ بٹھالیا ہے کہ قرآن کریم سمجھا نہ جائے تو طوطے کی طرح رٹنے سے کیا فائدہ؟ قرآن کو سمجھ کر پڑھنا چاہئے۔ میرا بھائی

قرآن کریم کے الفاظ کو زبان سے ادا کرنا مستقل عبادت ہے۔ میں نے ابھی کہا کہ قرآن کریم میں فرعون "یا شیطان" کا لفظ آیا اس کے پڑھنے پر پچاس (۵۰) نیکیاں ملتی ہیں تو قرآن کریم کے "الفاظ کو دہرانا" اپنی زبان سے ادا کرنا یہ ایک مستقل عبادت ہے۔ قرآن کریم کا صحیح مطلب سمجھنا یہ ایک مستقل عبادت ہے۔ اور سمجھ کر اس پر عمل کرنا یہ ایک مستقل عبادت ہے۔ یہ تین عبادتیں الگ الگ ہیں۔ ان لوگوں کے دل میں چونکہ قرآن کریم کی پوری عظمت نہیں بیٹھی، اس لئے انہوں نے اس کو بھی انگریزی کی کتاب کی طرح سمجھ لیا کہ جس طرح اس کو سمجھ کر نہ پڑھے رٹتا رہے تو کیا فائدہ؟ بالکل صحیح کہتے ہیں۔ انگریزی قانون کی کتاب تو اس نے رٹ لی مگر جب تک معنی نہ سمجھے گا قانون کو نہیں جان سکتا۔ جب قانون ہی نہ جان سکا تو نہ وکیل بن سکتا ہے اور نہ کسی عدالت کا جج۔ کتاب کا رٹنا محض بیکار اور ضائع گیا، کیونکہ انگریزی کی کتاب کے الفاظ سے کوئی عبادت متعلق نہیں۔ یہاں الفاظ مقصود ہی نہیں بلکہ مقصود معنی ہیں۔ ادھر قرآن کریم کے معنی بھی مقصود ہیں، الفاظ بھی مقصود۔ معنی کو سمجھنا بھی عبادت اور الفاظ کو زبان پر جاری کرنا بھی عبادت، اس کو یاد کرنا بھی مستقل عبادت۔ تو ان غریبوں نے قرآن کریم کو بھی انگریزی کی کتاب پر قیاس کرلیا۔ یہ کہتے ہیں کہ طوطے کی طرح رٹنے سے کیا فائدہ؟ میں تمہیں ایک مثال سمجھاتا ہوں۔ ایک بچہ تم نے قاری صاحب کے پاس بٹھایا قرآن کریم حفظ کرنے کے لئے۔ اب وہ ایک آیت کو سو مرتبہ تو ضرور پڑھے گا اور یہ بات یاد رکھو کہ جتنی بار پڑھے گا اتنا ہی ایک ایک حرف پر دس نیکیاں اس کو ملیں گی۔ الحمدللہ رب العالمین کوئی شخص اگر اس آیت کو پڑھتا ہے بار بار رٹتا ہے تو الحمدللہ رب العالمین میں جتنے حرف ہیں اس کی مقدار اس کو دس دس نیکیاں بھی ملیں گی، اور

جتنی مرتبہ دہرائے گا اتنی ہی نیکیاں ملیں گی۔ اور ایک مسئلہ اور یاد رکھو وہ یہ کہ جب تک بچہ نابالغ ہوتا ہے اس کے عمل کا کھاتا الگ نہیں کھلتا، اس کا نامۂ عمل شروع نہیں ہوتا۔ ہر ایک کا نامۂ عمل ہوتا ہے نا؟ جب تک بچہ نابالغ ہے تو اس کا نامۂ عمل اپنا شروع نہیں ہوتا، کیونکہ گناہ اس کے ذمہ لکھے نہیں جاتے اور جو نیک کام کرتا ہے ساری کی ساری نیکیاں اس کے والدین کے کھاتے میں لکھی جاتی ہیں۔ تمہارے بچے نے پندرہ سال کی عمر تک (یعنی بالغ ہونے تک) جتنے الفاظ قرآن کریم کے پڑھے جتنی مرتبہ پڑھا وہ ساری کی ساری نیکیاں تمہارے نامۂ اعمال میں لکھ دی جائیں گی۔ تم ہمیں بتاتے ہو کہ طوطے کی طرح رٹنے کا کوئی فائدہ نہیں۔

کشف قبور کا سبق آموز واقعہ

حافظ سیوطیؒ نے شرح الصدور میں یہ قصہ نقل کیا ہے اور میں نے بہت سے دوستوں کو سنایا، قصہ یوں ہے کہ ایک بزرگ چلے جارہے تھے۔ قبرستان کے پاس سے گزرے تو ان کو کشف ہوا۔ کشف کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جیسے ہمارے سامنے یہ دیوار ہے اگر دیوار ہٹادی جائے تو ادھر اس طرف کی چیز ہمیں نظر آنے لگتی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اس عالم اور دوسرے عالم کے درمیان میں ایک آڑ بنا رکھی ہے۔ کبھی کبھی پردہ ہٹا کر دکھادیتے ہیں۔ قبر میں میت کا حال نظر آجاتا ہے تو اس کو کشف کہتے ہیں۔ اور یہ برحق ہے۔ تو وہ بزرگ چلے جارہے تھے، ان کو کشف ہوا یعنی قبرستان والوں کی حالت ان پر کھلی۔ تو ایسا محسوس ہوا کہ قبرستان میں بہت ساری کھیلیں (مکئی جب بھونتے ہیں تو کھیلیں بن جاتی ہیں) بکھری ہوئی ہیں، اور مردے ان کو چن رہے ہیں۔

یعنی قبرستان والے ان کو چن رہے ہیں، اور ان میں ایک آدمی کرسی کے اوپر بڑے ٹھاٹھ سے بیٹھا ہے۔ یہ بزرگ اس کرسی نشین سے پوچھتے ہیں کہ بھائی یہ کیا ماجرا ہے؟ یہ لوگ کیا چن رہے ہیں؟ تو اس شخص نے جواب دیا کہ مسلمان اپنے بزرگوں کے لئے جو ایصال ثواب کرتے ہیں، دعا واستغفار کرتے ہیں وہ ساری کی ساری تقسیم ہو جاتی ہے اور یہ کھیلوں کی شکل میں اس سے اپنا اپنا حصہ لے لیتے ہیں۔ التحیات میں پڑھتے ہو نا؟

"رب اجعلنی مقیم الصلوة ومن ذریتی ربنا وتقبل دعاء ربنا اغفرلی ولوالدی وللمومنین یوم یقوم الحساب"

ترجمہ: "اے پروردگار میری بخشش کردے اور میرے والدین کی بخشش فرمادے، اور تمام ایمان والوں کی بخشش فرمادے، جس دن قیامت قائم ہو اور جس دن حساب قائم ہو"۔

تو ہر ایک مسلمان کو اس کا حصہ ملتا ہے۔ یہ ایک مثال میں نے دی ہے۔ تو یہ وہ دعا اور استغفار ہے جو مسلمان اپنے مرحومین کے لئے مسلمان بھائیوں کے لئے کرتے رہتے ہیں، ہر ایک کو حصہ تقسیم کردیا جاتا ہے اور وہ اپنا اپنا حصہ لے لیتے ہیں۔ گویا کہ یہ مٹھائی کی ڈلیاں ہیں جو یہ لوگ چن رہے ہیں، اس بزرگ نے پوچھا کہ بھائی تم کیوں نہیں چن رہے ہو؟ تو وہ شخص کہنے لگا کہ بات یہ ہے کہ میں دولت مند ہوں، اور یہ بیچارے فقیر ہیں، مجھے ضرورت نہیں ہے، میں سیٹھ ہوں، بزرگ نے پوچھا کہ بھائی کیسے سیٹھ ہو؟ کہا کہ میرا بیٹا حافظ قرآن ہے۔ روزانہ ایک قرآن پڑھ کر مجھے ایصال ثواب کرتا ہے، لہذا مجھے ان

صدقات وخیرات کی کیا ضرورت ہے، میرا تو وظیفہ لگا ہوا ہے۔ بزرگ نے پوچھا کہ تمہارا بیٹا کون ہے، کیا نام ہے؟ کہا فلاں شہر میں اس کی دکان ہے۔ اس کا نام یہ ہے۔ تم دیکھو گے کہ وہ لوگوں کو سودا تول تول کر دے رہا ہے۔ مگر زبان اس کی چلتی رہتی ہے، ہر وقت قرآن مجید پڑھتا رہتا ہے، کسی سے بات نہیں کرتا، یہ بزرگ فرماتے ہیں کہ میں وہاں گیا، اس دکان پر پہنچا، واقعی دیکھا کہ ایک صاحب ہیں، زبان ان کی مسلسل چل رہی ہے، قرآن شریف پڑھ رہے ہیں، جب کوئی شخص کچھ سودا مانگتا ہے تو وہ تول کر اسے دے دیتے ہیں جو پیسے لینے یا دینے ہوتے ہیں یا لیتے دیتے ہیں، شاید درمیان میں بات بھی کر لیتے ہوں گے۔ میں نے قریب جا کر پوچھا کہ کیا آپ کا یہ نام ہے؟ کہنے لگے ہاں! میں نے پوچھا کہ آپ اپنے والد کو روزانہ ایک قرآن پڑھ کر بخشتے ہیں؟ کہنے لگے ہاں! پھر پوچھنے لگے آپ کو کیسے پتہ لگا؟ میں نے کہا کہ تمہارے والد نے بتلایا ہے اور وہ کشف کا واقعہ ذکر کیا۔ اس نے کہا صحیح ہے، یہی میرا نام ہے، اور میں حافظ قرآن ہوں، اور روزانہ ایک قرآن ختم کرتا ہوں۔ اتنا پکا تھا حافظ قرآن کا۔ کچھ عرصہ کے بعد یعنی سال دو سال کے بعد وہ بزرگ پھر وہیں سے جا رہے تھے۔ پھر وہی منظر سامنے آگیا۔ اب دیکھا کہ وہ کرسی والا شخص بھی دوسروں کے ساتھ چننے میں مصروف ہے۔ بزرگ نے پوچھا اب آپ بھی ان کے ساتھ چن رہے ہیں؟ تو وہ کہنے لگا کہ میرا وظیفہ ختم ہو گیا ہے۔ میری پنشن بند ہو گئی۔ اس لئے کہ میرے بیٹے کا انتقال ہو گیا۔

تو ایک تمہارے بچے جو حفظ کریں گے جب تک وہ نابالغ ہیں ان کا اپنا نامۂ عمل نہیں، ان کا اپنا کھاتہ نہیں۔ وہ تمہارے کھاتے میں لکھا جائے گا۔ اور پھر تمہارے مرنے کے بعد وہ پڑھیں گے وہ تمہاری پنشن بن جائے گی۔ لیکن

مسلمانوں کے دل میں اس کی قیمت نہیں ہے۔ لہٰذا اس میں بھی لوگ مختلف ہیں۔ کسی نے ناظرہ قرآن پڑھوایا وہ بہت ہے، کسی نے تھوڑا بہت پڑھوایا، اور کچھ اللہ کے بندے ایسے ہیں جو حفظ میں ڈال دیتے ہیں۔ یوں کہہ لو کہ کچھ لڑکوں کو تم نے دنیا کے لئے پڑھایا اور ایک کو اپنی آخرت اور اپنی قبر کے لئے پڑھادو۔

خوش قسمت لوگ

اور کچھ اللہ کے بندے ایسے ہیں کہ ان کا ہر ایک بیٹا حافظ قرآن ہے، یہ ہمارے ہاں صدیقی صاحب انگلینڈ سے آتے ہیں، احسن صاحب کے ماموں ہیں۔ مجھ سے محبت کرتے ہیں۔ وہ بتلاتے ہیں کہ ہم سات بھائی ہیں۔ ساتوں کو ہمارے والد صاحب نے حافظ بننے کے لئے بٹھایا، پھر ساتوں کو دارالعلوم دیوبند میں عالم بننے کے لئے بٹھایا۔ ہمارے شیخ نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ ہمارے کاندھلے میں (حضرت شیخ کا قصبہ کاندھلہ تھا)۔ ہمارے شیخ حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہ جن کی تبلیغی کتابیں ہر مسجد میں پڑھتے ہیں، فرماتے ہیں کہ کاندھلے کی ہماری آبائی مسجد میں پوری صف حافظوں کی ہوتی تھی، ایک بے چارہ موذن تھا جس کو قرآن مجید یاد نہیں تھا۔اس کو ہم کہا کرتے تھے کہ تو نے گنوادیا حفظ نہیں کیا۔ نہیں تو ساری کی ساری حافظوں کی صف تھی۔

میرے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ، اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت فرمائے (آمین)۔

ان کو رمضان المبارک میں قرآن مجید سننے کا اہتمام تھا ادھر گھر میں تو کیا اردگرد میں بھی کوئی حافظ نہیں تھا رمضان المبارک آتا تو ہم لوگ حافظوں کو

ڈھونڈنے کے لئے نکلتے، کسی کی ڈاڑھی نہیں ہے، کوئی پیسے لیتا ہے، کوئی غلط پڑھتا ہے، یعنی مجہول پڑھتا ہے، بڑی پریشانی ہوتی تھی۔ میرے والد ماجدؒ ہمیشہ فرماتے مولوی صاحب! تم نے ہی یاد کرلیا ہوتا، اللہ نے ان کی دعا کی برکت سے مجھے بھی یاد کرادیا اور ان کی توجہ کی برکت سے خاندان میں الحمدللہ ان کی اولاد میں ۲۵ حافظ ہیں۔ تھوڑا تھوڑا بھی بخشیں تو ان کا کام بن جائے گا۔ الحمدللہ۔ الحمدللہ۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ تقریر میں فرمایا کرتے تھے کہ میرے اتنے دوست ہیں، اگر کسی کی ماں کے ۴ بیٹے ہوں ہر ایک تھوڑا تھوڑا ٹکڑا چھوڑ دے تو ماں کا پیٹ بھر جاتا ہے، تم میرے اتنے دوست ہو تھوڑا تھوڑا بھی بخش دو گے تو ان شاء اللہ کام چل جائے گا۔ یہ امام الاولیاؒ فرماتے تھے، ہاں امام الاولیا! یہ ہم سمجھتے ہیں کہ ہمیں آخرت کی ضرورت نہیں ہے۔ وہاں جاکر پتہ چلے گا کہ اس کی کتنی ضرورت ہے۔ دنیا سے زیادہ ضرورت تھی یہاں کی۔ تو بھئی اللہ تعالیٰ ہم سب کو نصیب فرمائے۔ اپنی کتاب کا تعلق نصیب فرمائے۔ اپنی کتاب کی محبت نصیب فرمائے۔ اپنی کتاب کی عظمت نصیب فرمائے۔ اس کی تلاوت ہمیں نصیب فرمائے اور اس کا فہم ہمیں نصیب فرمائے۔

دعا ختم قرآن

آخر میں ختم قرآن کی دعا کا ترجمہ کرتا ہوں، یہ دعا قرآن کے آخر میں سورۃ الناس کے بعد لکھی ہوئی ہوتی ہے، وہ دعا یہ ہے۔

"اللھم آنس وحشتی فی قبری"

"اے اللہ میری قبر میں وحشت کو انس سے تبدیل کردے"۔

وحشت کہتے ہیں کہ کوئی پاس نہیں ہے، اکیلا تنہا ہے، اکیلا حیران پریشان ہے۔ یا اللہ قبر کی تنہائی کو اور وحشت کو انس سے بدل دے، کہ کوئی دوست احباب وہاں بھی بات چیت کرنے والے ہوں۔ یہاں سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ یہ اللہ والے وہاں اکیلے نہیں رہتے، وہاں بھی ان کے ساتھ بہت سے لوگ ہوتے ہیں۔

"اللھم ارحمنی بالقرآن العظیم"

"یا اللہ مجھ پر رحم فرما عظمت والے قرآن کریم کے ذریعہ سے"۔

"واجعلہ لی اماما ونورا وھدی ورحمۃ"

"یا اللہ بنادے اس کو میرے لئے امام۔ امام آگے ہوتا ہے مقتدی پیچھے ہوتے ہیں۔ قرآن آگے آگے چلے اور ہم اس کے پیچھے پیچھے چلیں۔ اور اس کو ہمارے لئے نور بنادے اور اس کو ہمارے لئے ہدایت کا ذریعہ بنادے اور اس کو ہمارے لئے رحمت بنادے"۔

"اللھم ذکرنی منہ مانسیت وعلمنی منہ ماجھلت"

"یا اللہ یاد کرادے مجھے اس میں سے جو کچھ میں بھول گیا ہوں اور سکھادے مجھے اس میں سے جو کچھ میں نہیں جانتا"۔

"وارزقنی تلاوتہ آناء الیل واناء النھار وجعلہ

لی حجة یارب العالمین"

ترجمہ: "اور مجھ کو نصیب فرما اس کی تلاوت دن کی گھڑیوں میں اور رات کی گھڑیوں میں، دن اور رات تلاوت کیا کروں یہ نصیب فرما اور بنادے اس کو میرے لئے حجت قیامت کے دن"۔

حدیث میں ہے کہ:

"والقرآن حجة لک او علیک" (مشکوٰۃ صفحہ ۳۸)

"یعنی قرآن حجت ہوگا تیرے لئے، یا تیرے خلاف"۔

یہ حدیث شریف کا ایک ٹکڑا ہے، پوری حدیث یہ ہے کہ:

"عن ابی مالک الاشعری رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم، الطهور شطر الایمان، والحمد لله تملاء المیزان، وسبحان الله والحمدلله تملان اوتملاء مابین السموات والارض، والصلوة نور، والصدقة برهان، والصبر ضیاء، و القرآن حجة لک اوعلیک، کل الناس یغدو، فبائع نفسه، فمعتقها اوموبقها"

(رواہ مسلم، مشکوٰۃ صفحہ ۳۸)

ترجمہ: "حضرت ابومالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

پاک رہنا آدھا ایمان ہے، اور الحمد للہ کہنا اعمال کی ترازو کو بھر دیتا ہے، اور سبحان اللہ والحمد للہ بھر دیتے ہیں۔ یا فرمایا کہ ہر کلمہ بھر دیتا ہے۔ آسمان و زمین کے درمیان کے خلاء کو، اور نماز نور ہے، اور صدقہ (ایمان کی) دلیل ہے، اور صبر کرنا روشنی ہے، اور قرآن حجت ہے تیرے لئے یا تیرے اوپر، ہر ایک شخص صبح کرتا ہے، پس بیچتا ہے اپنی جان کو، پس اس کو آزاد کرتا ہے یا اس کو ہلاک کرتا ہے"۔ (ماخوذ از مظاہر حق صفحہ ۱۱۰ جلد ۱)

حدیث شریف میں آتا ہے کہ یہ قرآن کریم تیرے لئے حجت بنے گا قیامت کے دن یا تیرے خلاف حجت بنے گا۔ اب دعا کرو کہ حق تعالیٰ شانہ اس دعا کو ہم سب کے حق میں قبول فرمائے۔

تلاوت قرآن کی عادت ڈالنے کا طریقہ

دیکھو قرآن کریم کی تلاوت کیا کرو۔ میں نے درجے بیان کردئے ہیں قرآن پاک کی تلاوت کے، اور میں نے کہا کہ سب سے آخری درجہ کم سے کم یہ ہے کہ روزانہ ایک پارہ کی تلاوت کی جائے تو آخری درجہ پر تو آجاؤ۔ پرائمری پاس ہو تو اس کو تعلیم یافتہ نہیں کہتے۔ تعلیم یافتہ کا لفظ بولا جاتا ہے میٹرک کے بعد۔ یعنی میٹرک کے بعد اس کو تعلیم یافتہ کہتے ہیں۔ جس نے دو چار جماعتیں پڑھی ہوں اس کو تعلیم یافتہ نہیں کہتے۔ ایک دو رکوع اگر پڑھو گے تو قرآن کریم کی تلاوت کرنے والوں میں نام آئے گا، اپنا نام تبدیل کرواؤ، کم سے کم آخری درجے پر تو آجاؤ۔ شروع شروع میں چلو پرائمری ہی سہی۔ پرائمری کروگے تو

میٹرک بھی کرلو گے۔ پہلے پرائمری کرو گے پھر مڈل کرو گے پھر میٹرک ہو گا، تو بھئی شروع شروع میں اگر زبان نہیں چلتی تو تھوڑا پڑھو، پاؤ آدھ پاؤ، لیکن پڑھتے جاؤ۔

تم دنیا کے معاملات میں تو ترقی پر ترقی چاہتے ہو، لیکن آخرت کے معاملے میں، دین کے معاملے میں، قبر کے معاملے میں، حشر کے معاملے میں، اتنی تو ترقی کرو کہ پہلی جماعت سے ہی شروع کرو، یعنی ایک دو رکوع سے ہی شروع کرو، لیکن اس کو معمول بنالو۔ روزانہ کا۔ اپنی خوراک بنالو، قرآن کریم تمہاری خوراک بن جائے اور پھر اس پر ترقی کرتے کرتے تمہارا نمبر یہاں تک آجائے کہ ایک پارے کی تلاوت تمہاری خوراک بن جائے۔ اور پھر اس سے آگے اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمادے۔ میرے والد ماجدؒ (اللہ تعالیٰ غریق رحمت فرمائے) حج کے لئے تشریف لے گئے تھے، مجھے بھی ساتھ لے گئے، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں ہمیں کافی روز ٹھہرنا پڑا، الحمدللہ پورے سفر میں چار مہینے لگ گئے۔ والد صاحب کا پورے سفر میں ۱۵ پارے کا معمول تھا، ایک دن مجھے کہنے لگے کہ مولوی صاحب کچھ سر میں درد رہتا ہے، میں نے کہا جی ذرا تلاوت تھوڑی کم کردیجئے۔ حفظ نہیں تھا، اور ایسے ہی پرانے زمانے میں میاں جی سے پڑھا تھا، پورا صحیح بھی نہیں تھا لیکن پندرہ پارے روزانہ کا معمول تھا۔ دوسرے دن قرآن کریم ختم کرتے تھے۔ میرے کہنے پر پانچ پارے کم کردئے اور روزانہ دس پارے کا معمول بنالیا تھا، یہ تو سفر حج کا معمول رہا اور رمضان المبارک میں روزانہ کا دس پارے کا معمول تھا۔

لہٰذا تم چاہو تو ترقی کرسکتے ہو مگر تھوڑی ہمت کرو۔ دل میں شوق پیدا کرو۔ اور جب یہ چاٹ لگ جائے گی تو ان شاء اللہ چھوٹے گی نہیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق

عطا فرمائے۔

وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد
وآلہ واصحابہ اجمعین